THE
YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, February 24, 2012
(4th Session)
No. 05
(Nos. 05-05)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………….	1
2.	Resolution regarding Bomb blast in Peshawar………	
3.	Leave of Absence……………………………..…..	
4.	Vote of confidence for Prime Minister ……..………	

(Prepared by the Reporting Section Senate of Pakistan)

YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN

DEBATES

Friday, February 24, 2012

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margalla Hotel Hall, Islamabad, at nine in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogezai) in the Chair.

Session started with the recitation from the holy Quran.

Resolution

Madam Deputy Speaker: Please move the resolution.

Mr. Amir Abbas Turi: Madam I would like to move the resolution that this House is of the opinion that in wake of the recent bomb blast in Peshawar, the House would like to bring the attention of the Government to find out the actual causes of terrorism in our country in order to move toward its solution.

معزز رکن: یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کینسر سے بھی بڑا مسئلہ ہے اور اس مسئلے نے ہماری internal policies and external policies کے negative impacts ہماری socio economics پر برے طریقے سے اثر انداز ہو رہے ہیں جس سے ہماری social fabrics بھی متاثر ہوئی ہیں۔ میں ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کے solution کی طرف جائیں جیسا کہ resolution میں لکھا ہوا ہے۔ ہمیں یہ بھی چاہیے کہ ہم ایسی resolution لے کر آئیں جن میں گھسی پٹی باتیں نہ ہوں بلکہ ایک concrete resolution لے کر آئیں اور اسی resolution کو ہم اپنی

اصل پارلیمنٹ میں پیش کر سکیں تاکہ یہ ملک پاکستان حقیقی معنوں میں ایک پاک جگہ بن سکے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی جناب عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: آج اس ایوان میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے وہ basically Peshawar Blast کی طرف حکومت کی attention دلانی ہے۔ سب سے پہلے میں اس blast کی مذمت کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں terrorism کی جو causes ہیں ان کی basic reason پاکستان میں drone attacks ہیں۔ جب drone attacks پاکستان میں ہوتے ہیں اور ان کی منطق جو امریکن دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اس کے ذریعے پاکستان میں دہشت گردوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ ان drone attacks کی وجہ سے مظلوم اور بے گناہ لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں جن کا terrorism سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جب ان میں سے کسی کی جان جاتی ہے تو وہاں کے لوگوں میں ایک روایت اور جذبہ ہے کہ اگر ہماری کوئی جان لے گا تو ہم بھی اس کی جان لیں گے۔ اس لیے جب ان کو کوئی نہیں ملتا تو وہ پھر ہمارے ملک میں جو negative forces کام کر رہی ہیں ان کو use کرتی ہیں اور ان کو exploit کرتی ہیں اور ان لوگوں کی مدد سے وہ اپنے agenda کے تحت ملک میں دہشت گردی پھیلانے کا ایک ذریعہ بن جاتے ہیں۔ لہذا جناب سپیکر صاحبہ میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ ہمیں ڈرون حملوں پر فی الفور action لینا چاہیے تاکہ اس ملک میں دہشت گردی کے اثر کو کم سے کم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ میں چاہوں گا ہمارا media بھی sensitive role play کر سکتا ہے اور اس طرح سے دہشت گردی کے تمام causes کو eliminate کیا جا سکے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب ساگر کمار صاحب۔

جناب ساگر کمار کتیجا: محترمہ سپیکر صاحبہ کل تقریباً بارہ سے ایک بجے کے درمیان یہ دھماکہ ہوا۔ اس میں 15 مظلوم لوگ اپنی جانیں کھو بیٹھے جبکہ 38 زخمی ہیں۔ یہ ہمارا آئے دن کا معمول بن چکا ہے۔ اب وزیرستان والے

بھی کہتے ہیں کہ جب تک کوئی ڈرون حملہ نہ ہو تو اگلے دن ہمارے پاس بات کرنے کے لیے کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس طرح کا حالات کی وجہ سے ایک تو ہمارے image پر بہت منفی اثر پڑا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں دہشت گردی کے ساتھ ساتھ باہر کے عناصر بھی ملوث ہیں۔ ہم نے ریمن ڈیوس کو پکڑا لیکن اس طرح کے ریمنڈ ڈیوس ہر مہینے دومہینے میں پکڑے جاتے ہیں لیکن وہ ریمن ڈیوس ایک واحد بندہ تھا جس نے تھوڑی سی violation کی اور media نظر میں آیا ورنہ ہم نے دو مرتبہ ہم نے خود news میں سنا کہ جو ڈاڑھی والا بندہ ہے وہ کسی اور ملک کا تھا۔ یہ جتنے بھی باہر کے ادارے ہیں، حساس ادارے ہیں یا Black Water ہے، ان سب کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے اس طرح کے واقعات میں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں 9/11 کی باقیات ہیں اور ہمیں ان کو بھگتنا ہے۔ پھر مشرف نے بھی لال مسجد پر حملہ کروایا تھا اور یہ واحد حکومت ہے جس میں اتنے زیادہ خودکش بم دھماکے اور drone attacks ہوئے ہیں۔

ایک اور بات یہ ہے بلوچستان اور KPK میں جو حالات ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ بلوچستان میں تو ہماری اپنی ایجنسیاں بھی ملوث ہیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ باہر کے عناصر بھی ملوث ہیں۔ ہماری ISI یا جو ہماری دوسری ایجنسیاں ہیں سب بے لگام گھوڑے کی طرح کام کر رہی ہیں۔ ہماری حکومت خود ایسی policies پر چل رہی ہے جس سے ہم سب پر برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہماری ایجنسیوں کی حدود بندی کی جائے تاکہ صحیح عناصر کا پتا چلایا جائے اور دہشت گردی کو کم سے کم کیا جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب محمد تیمور شاہ۔

جناب محمد تیمور شاہ: یقیناً یہ resolution ایک بہت ہی important resolution ہے اور یہ بہت ہی جاندار ہے لیکن میڈم سپیکر صاحبہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جن لوگوں نے اسے propose کیا ہے یا اس resolution کو move کیا ہے وہ پہلے موجود ہوتے۔ This is a serious issue. That is not the criticism for the sake of criticism. چاہے یہ Blue Party سے ہو یا Green Party سے ہو۔ ایسی resolution

جب بھی پیش کی جائے اور جو بھی بندہ پیش کرے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ at least اس دن تو وہ وقت پر آ جائے۔

یہاں پر کافی اور جذباتی اور emotional statements دیے گئے ہیں regarding the bomb blast. ایک سپیکر نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ یہ ہماری جنگ نہیں ہے۔ اگر یہ ہماری جنگ نہیں ہے تو پھر ہمارے 6000 فوجی کیوں شہید ہوئے۔ پھر ہمارے 35000 شہری کیوں شہید ہوئے۔ اگر یہ ہماری جنگ نہیں ہے تو پھر سوات میں فوج کیوں گئی۔ اگر یہ ہماری جنگ نہیں ہے تو IDPs کیوں آئے۔ ان کو تو کسی نے compel نہیں کیا۔ حکومت وقت نے ہماری آرمی کو کہا کہ سوات میں مولوی فضل اللہ لوگوں کو مار رہا ہے، ان پر ظلم کر رہا ہے، ان کو کوڑے مار رہا ہے۔ وہاں پر ایک چوک ہے اس کا نام ہی خونی چوک رکھ دیا گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر یہ ہماری جنگ نہیں ہے تو پھر کس کی جنگ ہے۔ 31000 بندہ آپ نے مروا دیا، 6000 فوجی آپ نے مروا دیے and at the end of the day you say that this is not our war. ہماری پاک سر زمین ہے اور اس کا مطلب ہے کہ یہ پاک لوگوں کی ہے۔ اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہماری زمین کے خلاف کوئی بندہ امریکہ، افغانستان، انڈیا سے کوئی کارروائی کرے تو ہمیں بھی یہ چاہیے کہ ہماری زمین سے کوئی بندہ اٹھ کر کسی اور ملک کی زمین یا territorial boundary کو نہ چھیڑے۔ ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہمارا ملک بھی کسی اور ملک کے خلاف استعمال نہ ہو۔ شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔

معزز رکن: میں اس میں کچھ add کرنا چاہوں گا۔ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ یہ ہماری جنگ ہے---

Madam Deputy Speaker: This is not correct. This is not point of order. Mr. Haseeb Ahsan.

جناب محمد حسیب احسن: میڈم سپیکر! بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی resolution لائے ہیں۔ اس وقت جو جنگ چل رہی ہے اور پورا پاکستان جس کی لپیٹ میں ہے اور کل پشاور میں ایک بہت برا واقعہ ہوا ہے جو کوہاٹ روڈ، پشاور،خیبر پختونخوا میں ہوا ہے جس میں

15 لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں اور تقریباً 35 زخمی ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اس وقت ہم جس صورتحال سے گزر رہے ہیں اس کا تمام سہرا آمریت کے سر جاتا ہے جن کے سپاہ سالار پرویز مشرف صاحب تھے۔ جب وہ صدارت میں تھے تو ان کا نعرہ تھا سب سے پہلے پاکستان لیکن جیسے ہی صدارت چھوڑی ہے اس کے تقریباً 12 دن بعد وہ پاکستان سے چلے گئے تھے اور آج تک واپس نہیں آئے۔ میڈم سپیکر! ہمیں Front line state بنا کر خود تو ملک سے باہر بھاگ گئے اور ہماری گردن میں اس جنگ کا پھندا ڈال کر چلے گئے۔ جس میں 2001 سے لے کر آج تک 40000 سے زیادہ ہماری آرمی اور security forces کے لوگ اور دیگر معصوم لوگ، بچے، مائیں، بہنیں، بیٹیاں سب اس جنگ میں جاں بحق ہو چکے ہیں۔ اس پر میں یہی کہنا چاہوں گا کہ اس میں سب لوگ بے گناہ ہی مارے گئے ہیں۔ یہ زبردستی کی جنگ ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ یہ کسی اور کی جنگ تھی جسے front line state بن کر، ان کی دھمکیاں accept کر کے اپنے گلے میں ڈال لی ہے۔ اس کے بارے میں کچھ figures دینا چاہوں گا۔ اسامہ بن لادن کے سلسلے میں جو operation ہے اس کے بعد سے اب تک 230 attacks ہوئے ہیں پاکستان میں اور تقریباً 130 bomb blasts ہوئے ہیں، 305 in different incidents of target killings ہوئے ہیں، rockets, hand grenades attacks 48 ہوئے ہیں، landmine blasts in Balochistan, in KPK and in FATA areas are 42, all security forces 96 attacks, on educational institutes, there were many attacks. یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا ملک تعلیم میں بہت پیچھے ہے لیکن جو تعلیمی ادارے وہاں پر موجود ہیں جو اول تو کام ہی نہیں کر رہے ہیں لیکن اگر کام کر رہے ہیں تو یہ چند شرپسند عناصر ان کو بھی نشانہ بنا رہے ہیں۔ بلوچستان میں ریلوے لائن کو بھی ختم کر دیا ہے۔ ٹیلی فون ایکسچینج کو بھی-----

معزز رکن: میڈم point of order.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

(inaudible)

Madam Deputy Speaker: This is not the point of order.

جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت آپ اپنے خیالات کا اظہار کیجئیے گا۔ جی حسیب صاحب آپ جاری رکھیں۔

جناب محمد حسیب احسن: میڈم سپیکر صاحبہ، 2010 میں around 1166 people کو مارا گیا اور 2012 میں 72 persons جن میں یہ 15 بندے بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ KPK ہی نہیں بلکہ پورا ملک متاثر ہوا ہے اور ہماری معیشت بری طرح تباہ ہو چکی ہے۔ اگر کوئی invest کرنے کا سوچتا ہے تو کوئی نہ کوئی blast ہو جاتا تو وہ واپس چلا جاتا ہے۔ اس طرح بہت برا اثر پڑتا ہے۔ GHQ and Mehran Base attack جو کراچی میں ہوا، یہ دونوں اس ملک کی backbone ہیں اور یہ بھی لمحہ فکریہ ہے ہمارے لیے۔ ہمیں ان کی مضبوطی کے لیے کوئی اقدام کرنا پڑے گا۔ محترمہ سپیکر صاحبہ ہمیں اس وقت فوری حل کی ضرورت ہے۔ ہم نے روس کے خلاف جن مجاہدین کو استعمال کیا، 2001 کے بعد ان کو طالبان بنا دیا گیا اور ہم خود بھی ان کو مار رہے ہیں۔ ہمارے پٹھان بھائی ہماری سرحدوں کے محافظ تھے لیکن ان پر گھیرا تنگ کر دیا گیا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ اس مسئلے کا حل بتائیے۔

جناب محمد حسیب احسن : اگر امریکہ طالبان سے مذاکرات کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے اور یہی حل ہے اس کا۔ ہم اپنے بھائیوں سے جنہیں ہم نے طالبان بنا دیا ہے ان سے مذاکرات کیوں نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس دہشت گردی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے اور ملک کی ترقی کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔ اس سے ملک میں خوشحالی آئے گی اور اسی سے چھٹکارا حاصل ہو گا اور اسی طرح بلا خوف و خطر غیر ملکی investors بھی آئیں گے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وقار صاحب۔

جناب محمد وقار: میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا لیکن سیدھا تیمور شاہ صاحب کی بات پر آؤں گا کہ یہ ہماری جنگ ہے یا نہیں۔ ان کا سوال بھی بالکل valid ہے اور یہ بہت اچھا سوال ہے جو انہوں نے point out کیا۔ اس پر debate بھی ہونی چاہیے کہ یہ ہماری جنگ ہے کہ نہیں۔ یہ بالکل ہماری جنگ ہے

کیونکہ یہ ہماری جغرافیائی حدود میں ہے، یہ جنگ ہمارے ہمسائے ملک میں ہو رہی ہے۔ ایک طرف ہمارا روایتی حریف انڈیا ہے اور دوسری طرف افغانستان ہے۔ افغانستان میں ہمیں friendly Government کے لیے اس جنگ کا حصہ بننا پڑا تھا اور یہ بات ہماری favour میں لی جا سکتی تھی اور ہمارے against بھی لی جا سکتی تھی لیکن current scenario میں یہ ہمارے against جا رہی ہے کیونکہ ہمارا life losses بہت زیادہ ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا اور میں سیدھا resolution کی طرف آؤں گا۔ میرے بھائی نے بالکل اچھا point out کیا کہ ہمیں dialogue کے ذریعے اس چیز کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ violence کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ جب امریکہ dialogue کر سکتا ہے، اس جنگ کو ختم کرنے کی کوشش کر سکتا تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں موجودہ حکومت یہ کام کر بھی رہی ہے، یہ حکومت dialogue کو promote کر رہی ہے افغانستان میں بھی اور پاکستان میں بھی جو groups violence کر رہے ہیں ان سے بھی بات چیت چل رہی ہے۔ میں یہ بھی add کرنا چاہوں کہ ہمیں Foreign Policy میں چیزیں add کرنی چاہییں کہ جو global brotherhood میں باقی nations کی sympathies gain کرنی چاہییں کہ ہمارے اتنے losses ہوئے لیکن ہمارا فائدہ کچھ نہیں ہوا۔ ہمیں sympathies gain کرنی چاہییں تاکہ ہم international level پر کسی صورت اکیلے نہ رہ جائیں۔ International level پر اکیلے رہنے پر بہت سارے نقصانات ہیں۔ ہم policies کو further pursue بھی کر سکتے ہیں اور دوسرے ممالک کے concerns کو ہمیں accept کرنا پڑے گا۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: محترمہ سپیکر صاحبہ! سب سے پہلے تو میں اس bomb blast کی مذمت کرتا ہوں اور میں اس پلیٹ فارم پر کہوں گا کہ وہ جو بے حسی ہمارے سیاستدانوں، ہمارے media پر اور ہماری آرمی پر چھائی ہوئی ہے خدارا اس سے چھٹکارا حاصل کریں اور اس چیز کا نوٹس لیں کہ کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے اور ہم اسے بھولے نہیں ہیں، سب کو

پتا ہے میں ماضی کی بات نہیں کروں گا بلکہ میں آگے کی بات کروں گا اور میں اس floor کو آگے کی طرف لے جانا چاہوں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم آج کے دن سے آگے کی طرف دیکھیں اور کس طرح آگے چلیں۔ ہمیں پہچان ہے کہ ہمارے کیا کیا مسائل ہیں، ہمارا کون دشمن ہے، ہمارا کون دوست ہے۔ ہمیں آگے چلنا چاہیے کہ کیا ہونا چاہیے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہی ہو رہا ہے جو بلوچستان اور فاٹا میں ہوا تھا۔ اب وہ نوبت KPK تک تو آ گئی ہے اور آہستہ آہستہ یہ پورے ملک میں پھیل جائے گی۔ پچھلے دنوں پنجاب بھی اس کا نشانہ بنا تھا اور کراچی تو وقتاً فوقتاً اس کا شکار ہوتا ہے۔ اصل میں ہماری Foreign Policy میں basic fault ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہماری military establishment کتنی strong ہے، یہ ہر معاملے میں اپنا role play کرتی ہے۔ اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ ہم کہیں کہ آج یا ایک منٹ یا دو چار میٹنگ میں حل ہو جائے گا کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا تو اب تک ہو چکا ہوتا۔ لیکن ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آہستہ آہستہ تبدیلی آئے گی ۔

سب سے پہلی بات یہ کہ دو مئی کو جب یہ ہمارے ملک میں آئے اور ایبٹ آباد میں انہوں نے وہاں ہم پر attack کیا، پہلے تو صرف drone attacks ہوتے تھے اور drone attacks تو planned ہوتے تھے لیکن اس دن دو مئی کو تو وہ direct آئے، نیچے اترے، operation کیا اور چلے گئے۔ ہماری sovereignty کو مسلسل threat ہو رہی ہے۔ ہم international courts کی طرف کیوں نہیں جاتے۔ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ we should review our Foreign Policy towards India, towards USA. سب جانتے ہیں کہ India کس طرح سے involved ہے، سب جانتے ہیں امریکن کس حد تک involved ہیں، سب جانتے ہیں کہ موساد کیا کر رہی ہے۔ Media بھی اس چیز کو discuss نہیں کرتا۔ میڈیا بڑی اچھی خبر دیتا ہے کہ 15 لوگ شہید ہو گئے اور 35 لوگ زخمی ہو گئے لیکن اس کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ آخر میں وزارت داخلہ آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ کمیٹی بنائی جا رہی ہے، طالبان کے فلاں گروپ نے ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ شاید انہیں رات کو خواب میں ہی پتا چل جاتا ہے کہ فلاں جگہ blast ہونا ہے اور فلاں لوگ اس کے responsible ہے۔ Interior Ministry should be accountable not only to media but

to the nation. وہ demo دینا چھوڑ دیں۔ Judiciary کو اس وقت notice لینا چاہیے۔ عدالتیں KPK, FATA, Balochistan and AJK میں کیوں strong نہیں ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ جب کراچی میں حالات خراب ہوتے ہیں تو چیف جسٹس صاحب اور ان کی ٹیم ادھر جاتی ہے ۔ یہ سلسلہ ماضی سے لے کر اب تک مسلسل چل رہا ہے ۔ خدارا! عدالتوں کو بھی چاہیے کہ ادھر ایک active role play کریں اور ادھر جا کر بیٹھیں اور media, ISI اور دوسرے اداروں کو accountable بنائیں۔ اگر Interior Ministry صحیح طور پر کام نہیں کر رہی تو رحمٰن ملک صاحب گھر چلے جائیں اور کہہ دیں کہ ہاں میں بے بس ہوں، یہ establishment کا قصور ہے، I should go تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ establishment کیا کر رہی ہے۔

اب میں تھوڑی سے آگے بات کروں گا۔ یہ چیز تو طے ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ Foreign Policy towards USA and towards India review ہونی چاہیے and our basic problems are internal and domestic and not external. ہم خود اتنے کھوکھلے ہیں کہ ہم لوگوں کو موقع دیتے ہیں۔ اب military policies کا لوگوں کو نہیں پتا اور اگر ان کے بارے میں لوگوں کو بتایا جائے کہ aid کی مد میں اور trade کی مد میں ہم لوگ کن کن شرائط پر دستخط کر چکے ہیں ماضی میں۔ ان ساری چیزوں کو میڈیا میں لانا چاہیے۔ ہم سب لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جانتے ہیں کہ ہماری military نے ماضی میں کیا کیا agreement کیئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ہم suffer کر رہے ہیں۔ اگر آج ہم لوگوں نے military کی ان policies کو نہ check کیا اور ان کو accountable نہ بنایا تو یہ جو آج بلوچستان والے نعرہ لگا رہے ہیں کہ ہمیں آزاد کرو امریکن کانگریس میں اس مسئلے کو اٹھایا جا رہا تو کل یہ KPK میں بھی ہو سکتا ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمیں ان چیزوں کو بڑے deep concern کے ساتھ دیکھنا چاہیے اور judiciary and media کو ایک active role play کرنا چاہیے اور ان کو چاہیے کہ وہ ادھر جا کر بیٹھ جائیں جب تک یہ مسائل ختم نہیں ہوتے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: محترمہ سپیکر صاحبہ! سب سے پہلے تو میں کل ہونے والے دھماکے کی پرزور مذمت کروں گا جس میں بارہ قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور تقریباً 26 کے قریب افراد زخمی بھی ہوئے۔ سپیکر صاحبہ میں ایوان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہوں کہ کہنے کی باتیں اور ہیں اور حقائق کچھ اور ہیں۔ میرے کچھ دوتوں نے بات کی کہ یہ drone attacks کا نتیجہ ہے۔ میں ان کی بات سے بالکل اختلاف کروں گا کیونکہ اگر آپ statistics پر جائیں تو 18 جون 2004 سے اب تک کل 290 drone attacks ہوئے، جن میں سے صرف پچھلے دو سالوں میں یعنی 2010 اور 2011 میں 190 drone attacks ہوئے جبکہ پچھلے 06 سالوں میں صرف 100 drone attacks اور پاکستان میں ہونے والے maximum دہشت گرد واقعات بھی اسی عرصے میں ہوئے۔ پچھلے سال اور اس سال بھی ان drone attacks پر بہت حد تک قابو پا لیا گیا تھا۔ لہٰذا drone attacks پر آپ مت جائیں کہ ان کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔

دوسروں پر الزام ڈالنا تو شروع سے ہی ہماری عادت اور وتیرہ رہا ہے۔ ہمیں ذرا اپنے گریبان میں جھانکنا پڑے گا کہ وہ کون سے عناصر ہیں جن کی وجہ سے یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ وزیرستان کی جو صورتحال اب ہے وہی مشرف دور میں بلوچستان کی تھی۔ ہم نے وہاں پر خود operations initiate کیے اور ان operations میں پاکستانی فوج نے اپنی ہی عوام کے ساتھ جنگ کی اور اپنے ہی لوگوں کو مارا۔ اس کے بعد وزیرستان اور اس طرف کے علاقوں میں operations initiate کیے جاتے ہیں تو لوگوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں ایسے blasts اور اس طرح کی اور دوسرے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جتنے بھی خودکش حملہ آور پکڑے گئے وہ وزیرستان کے تھے نہ کہ وہ کوئی امریکی ایجنٹ تھے، وہ ہمارے اپنے local بندے تھے جو حکومت سے اختلاف رکھتے تھے۔

اب ہم اگر دیکھیں کہ اس حکومت کے دور میں بھی dictator کی policies کو چلایا گیا۔ میرے بھائی تیمور نے بات کی کہ کہ جنگ حقیقت میں ہماری جنگ نہیں تھی۔ میں ان کی بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ہماری جنگ نہیں

تھی لیکن اس جنگ کو ہم نے اپنے اوپر مسلط کیا جو کہ ہماری ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ Dictator نے تو معاہدے کر لیے تھے۔ مختلف لوگ آئے، جو بھی ہوا لیکن ہماری اس جمہوری حکومت نے بھی انہیں معاہدوں کو جاری رکھا اور آج یہ situation ہے کہ صرف اس حکومت کے دور میں 5000 امریکیوں کو ویزے دیے جاتے ہیں اور پھر ان پر کوئی check بھی نہیں رکھا جاتا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ ہماری Foreign Policy and Interior Policy کا بہت بڑا فقدان ہے۔

اس کے علاوہ ہماری اپنی ایک غلطی یہ تھی کہ intelligence share کرنی چاہیے تھی۔ جب ہم war on terrorism میں شامل ہو گئے تو intelligence کی sharing کرنی چاہیے تھی لیکن ہم نے agent share کیے، جس طرح کہ ریمنڈ ڈیوس کا واقعہ ہوا۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ اس کا حل کیا ہونا چاہیے۔ جب امریکہ اپنے دشمن طالبان سے دس سال جنگ لڑنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ جنگ میں کچھ نہیں ہے اور ہمیں مذاکرات کی میز پر بیٹھنا پڑے گا اور وہ جن پر الزام ہے کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں ان کے ساتھ مذاکرات کے لیے میز پر بیٹھ گیا تو ہم نے کیوں ابھی تک اپنے علاقوں میں operation continue رکھا ہوا۔ جناب والا! اب تک حکام نے اس دھماکے بارے میں جو detail حاصل کی ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ دھماکہ کسی drone attack کے ردعمل میں نہیں ہوا ہے بلکہ جو operation اس وقت باڑہ میں کیا جا رہا ہے اس کے ردعمل کے طور پر کیا گیا ہے۔ میں اس ایوان کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ہر چیز کا حل dialogue میں ہوتا ہے نہ کہ لڑائی میں تو ہمیں سب سے پہلے operation بند کر کے اپنے ان بھائیوں کے ساتھ مذاکرات کی میز پر آنا پڑے گا اور ان کو راضی کرنا پڑے گا۔ کچھ میرے بھائیوں نے بات کی کہ اس میں foreign agencies ملوث ہیں چاہے وہ .RAW, MOSSAD, etc اور میں ان کی اس بات سے agree کروں گا کہ سب ملوث ہیں اس میں لیکن یہ بھی ہماری اپنی غلطی تھی کہ ہم نے ان کو اتنا موقع دیا۔ افغانستان کے ساتھ ہماری سب سے طویل اور secured border تصور کیا جاتا تھا۔ ہم نے اپنی border line پر اپنے ہی لوگوں پر حملے کیے، ہم نے ادھر

کیے، ہم نے ان کو خفا اور ناراض کیا جس کے نتیجے میں وہ operation initiate
اب دوسری غیرملکی agencies کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں جبکہ پہلے وہ ہماری agency کے دائیں بازو کے طور پر کام کیا کرتے تھے۔ لہٰذا جناب والا! Operations ختم کرنے چاہیے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مذاکرات کرنے چاہییں اور ان کو راضی کرنا چاہیے ۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کی مدد سے ہم اپنے ملک کے تمام مسائل چاہے وہ بلوچستان کے ہیں، چاہے وہ وزیرستان کے ہیں، ان کا حل نکال سکتے ہیں۔

آخر میں اپنی حکومت کی یا اپنے عوام کی psyche کے بارے میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گا،

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترمہ انم ضیاء صاحبہ۔

محترمہ انم ضیاء: محترمہ سپیکر صاحبہ! ویسے تو میرے ساتھیوں نے بہت اچھا point of view پیش کیا ہے but personally I believe it is not only the religious problem. ہم لوگوں کی جو یہاں پر brainwashing ہو رہی ہے یا جو یہاں پر، پاکستان میں foreign invasion ہے، ہمارے ہاں جو major incidents ہوئے ہیں ابھی تک چاہے وہ سری لنکن کرکٹ ٹیم پر حملہ ہو، مناواں پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملہ ہو، مون مارکیٹ پر ہو یا جو بھی ان میں تو foreign element شامل نہیں تھا۔ جب آپ کے اپنے لوگ ہی کر رہے ہیں تو I don’t think کہ آپ کو دوسرے لوگوں کو blame کرنا چاہیے outside پاکستان۔

دوسری بات، مجھے personally لگتا ہے کہ جو لوگ religious extremists ہیں، that is not the only reason. اگر وہ religious extremists exist کر رہے ہیں تو وہ کیوں exist کر رہے ہیں۔

اب میں problem کی طرف آؤں گی اور پھر اس کے solution کی طرف آؤں گی۔ Poverty and unemployment جو ہمارے ملک میں ہے یہ اصل وجہ ہے اس دہشت گردی کی۔ میرے خیال میں اس کے علاوہ اور کوئی major reason

نہیں ہے۔ دوسری بات moral ethics کا سب سے بڑا issue بنا ہوا ہے۔ جب لوگ غریب ہیں اور ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں اور کوئی ان کو ایک خطیر رقم دے دیں کہ ان کا پورا گھل پل جائے تو وہ تو یہ کام چپ چاپ کر دیں گے۔ آپ پہلے ان کو تو ٹھیک کریں، پھر بعد میں آپ blame کریں امریکہ کو۔ جتنے لوگ امریکہ نہیں مار رہا اس زیادہ تو آپ خود ہی مار رہے ہیں۔ So, personally I believe کہ ہمیں اپنی internal security tight کرنی چاہیے اور جس طرح میرے بھائی نے point out کیا اور انہوں نے ہماری پارٹی کے ایک رکن کے بارے میں کہا جو ہم کہہ رہے تھے کہ یہ ہماری responsibility نہیں ہے۔ آپ نے اس کو context میں نہیں لیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ by and large یہ ہماری responsibility نہیں ہے۔ آپ کیسے out of the way جا کر ان کو روک سکتے ہیں۔ سیالکوٹ میں جب ایک incident ہو رہا تھا تو اس وقت سارے لوگ کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے تو کیا وہ act of terrorism نہیں تھا۔ کیا آپ act of terrorism صرف drone attacks کو کہتے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ethics strong کریں۔ Community level پر آ کر اپنے ethics strong کریں۔ سارے بے بس کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے but do not helping them out. ہمیں چاہیے کہ ہمیں community level پر awareness create کرنی چاہیے، then we should ask the Government to support us and lastly we should ask the foreign invaders to stop invading Pakistan. Thank you so much.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی جناب۔

معزز رکن: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ یہ آج جو resolution ایوان میں move کی گئی ہے ہماری پارٹی کی جانب سے۔ میں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تقریباً اس واقعہ سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے پارہ چنار بازار میں خود کش دھماکہ ہوا تھا جس میں تقریباً 28 سے 30 افراد شہید ہو گئے تھے۔ آپ لوگ اس بات پر بہت زیادہ stress کر رہے ہیں کہ مسئلے مسائل کی جڑ کو دیکھیں لیکن میرا خیال ہے کہ we should diagnose them properly اور solution کی طرف چلیں۔ میرے خیال میں اس بات کا solution یہ ہے کہ ہماری

intelligence agencies کو active کرنا چاہیے۔ آخر وہ کیا کام کر رہی ہیں۔ مجھے کوئی یہ بتانا گوارا کرے گا کہ ریمنڈ ڈیوس نے ہمارے دو بندوں کو سرعام کیوں شہید کیا تھا؟ اس کو یہ شک ہوا تھا کہ اس کا کوئی تعقب کر رہا ہے and he was thinking that they were probably from intelligence agencies. یا تو ریمنڈ ڈیوس بہت زیادہ intelligent ہے یا ہم لوگ بہت زیادہ بے وقوف ہیں۔ یہ دو باتیں ہی ہو سکتی ہیں۔ یہ لوگ اتنا بجٹ لے رہے ہیں، یہ لوگ اتنا invest کر رہے ہیں اپنے آپ پر اور یہ ہمیں اتنا حق بھی نہیں دیتے کہ ہم ہی مر رہے ہیں، ہم ہی ٹیکس بھی دے رہے ہیں اور یہ ہماری جان بھی نہیں بچا سکتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر ہر ایک کو بات کرنی چاہیے۔ آخر ہماری agencies کن کاموں میں مصروف ہے۔ ویسے تو وہ لوگ ہر چیز trace out کر لیتے ہیں لیکن bomb blasts جس کی وجہ سے اتنی قیمتی جانوں کا نقصان ہو رہا ہے اس کے حل کی طرف کوئی نہیں جا رہا ہوتا ہے اور مزیدار بات یہ ہے کہ ہمیں آج تک مارنے والوں کا پتا نہیں چل سکا۔ میں صرف ایک حوالہ دینا چاہ رہا ہوں کہ ہمیں جب بینظیر بھٹو شہید کے قاتلوں کا کچھ پتا نہیں چلا تو آخر میں ہم نے یہ کام بیت اللہ مہسود پر ڈال دیا۔ مجھے یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اگر کسی زندہ بندے پر ڈالتے تو بات بھی سمجھ آتی تھی لیکن انہوں نے ایک ایسے بندے پر ڈال دی جو already ایک drone attack میں ہلاک ہو گیا ہو۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب جمال جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی :میڈم یہاں پر جو Resolution پیش کی گئی اس کے حوالے سے کچھ حقائق پیش کرنا چاہوں کہ 9/11 سے پہلے یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں ایسی کوئی آفت نہیں تھی۔ نہ پاکستان پر کوئی جنگ مسلط نہ ہمارے لوگ اس طرح مارے جا رہے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے جو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہماری سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم ایک ردعمل کو عمل کے طور پر لے رہے ہیں۔ جب کسی کے گھر میں لاشیں جائیں گی تو reaction تو ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب بھی ہم پچھلے دس سالوں کے دوران، اس جنگ کے دوران امریکہ سے تعلقات منقطع کیے تو ہمارے ہاں حالات درست ہو جاتے ہیں۔ یعنی ہمارے خلاف ردعمل پیش کر نے والے بھی اور ان کے خلاف عمل کرنے والے بھی نقصان ہمیں ہی پہنچا رہے ہیں۔ حال ہی میں سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد جب تمام راستے بند کیے گئے تو ایک عرصے تک پاکستان میں کوئی drone attack نہیں ہوا، یہ بھی ایک حقیقت ہے لیکن جیسے ہی ہمیں یہ خبر ملی کہ ہوائی راستے کھول دیئے ہیں تو اسی وقت سے حملے بھی شروع ہو گئے۔ میڈم سپیکر امریکہ جب طالبان سے مذاکرات کی بات کرتا ہے تو ہماری تو کوئی جنگ ہی نہیں تھی۔ میں یہاں پر پرویز مشرف صاحب کو quote کرنا چاہوں گا جنہوں نے آرمی چیف کا عہدہ سنبھالنے کے بعد ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ پاکستان آرمی کی اگر کسی نے کامیابی دیکھنی ہے تو افغانستان میں طالبان کی حکومت کی صورت میں دیکھ سکتا ہے۔

میڈم سپیکر ! آج تک 9/11 کا واقعہ کسی international court سے ثابت ہو سکا کہ اس میں کون لوگ ملوث تھے اور آج تک یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آ سکی کہ ہمیں ISPR تو یہ report دے دیتی ہے کہ آج 15 دہشت گرد مارے گئے یا پکڑے گئے۔ آپ اگر ٹی وی دیکھیں یا SMS کے ذریعے خبریں دیکھیں تو ایک ہی جیسی خبریں ملتی ہیں کہ فلاں ایجنسی یا فلاں علاقے میں drone attack میں اتنے شدت پسند مارے گئے یا زخمی ہو گئے۔ پتا نہیں یہ دہشت گرد وہاں اگ رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں، یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔

ہم نے ایک ایسی جنگ کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے جس میں ہماری حیثیت 'کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا' والی ہے۔ یعنی نہ ہمارے گھر محفوظ نہ ہماری مساجد محفوظ، نہ مزار محفوظ، نہ بازار محفوظ، نہ سکول محفوظ اور حتیٰ کہ ہماری چھاؤنیاں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ 06 دہشت گرد آتے ہیں اور PNS Mehran پر قبضہ کرکے تباہی کرکے دو فرار ہو جاتے، دو خود کش دھماکے میں مر جاتے ہیں اور دو گرفتار کرنے کا دعویٰ ایجنسیاں کرتی ہیں۔

میڈم سپیکر! 9/11 کی جنگ کے بعد امریکہ تو محفوظ ہو گیا لیکن پاکستان سمیت میرے خیال میں دنیا کا کوئی بھی ملک حتیٰ کہ لندن تک غیر محفوظ ہو گیا۔ آج جب ہم اپنی پالیسی کو revisit کرتے ہیں تو ہم ایران کے بارے میں ایک premature بیان دے دیتے ہیں کہ ہمارے اڈے ایران کی حمایت میں تو استعمال ہو سکتے ہیں لیکن امریکہ کی حمایت میں نہیں۔ میڈم سپیکر ہمیں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہم نے ایک ملک کو برباد کیا ایک دوسرے ملک کا ساتھ دے کر۔ اگر بھارت امریکہ کو پاکستان کے خلاف اڈے دیتا تو ہمارا کیا reaction ہوتا اور وہی reaction افغانستان کا ہے۔ میڈم سپیکر! آج ہم نے ان کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ بلوچستان کے بارے میں ہمارے خلاف قرارداد پیش کر رہے ہیں اور قریب ممکن ہے کہ جب وہ پاکستان کا نیا نقشہ پیش کر دیں ۔

میڈم سپیکر! سب سے زیادہ پچھلے دس سالوں میں جرگوں پر drone attack ہوئے جو پاکستان آرمی نے منعقد کیے، ان کو سبوتاژ کیا گیا۔ افغانستان کی بارڈر پر بھارت کو دس سے زیادہ کونسلیٹ بنانے کی اجازت دی جاتی ہے اور میڈم سپیکر اسامہ بن لادن کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں اور logic اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اس بندے کی پاس پوری دنیا کسی ملک کی شہریت نہیں تھی۔ جب وہ لندن علاج کرانے کے لیے جا سکتا ہے تو امریکہ برطانیہ سے کیوں نہیں پوچھتا تمہاری ایجنسیاں کہاں تھی اور وہ کیسے ہیتھرو ائیرپورٹ سے لندن میں داخل ہوا اور کیسے علاج کروا کر واپس بھی آگیا۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ مشرف صاحب جنہوں نے اس جنگ کو اس طرح own کیا کہ جو 06 نکات بھیجے گئے ان کو بغیر پڑھے تسلیم کر لیا گیا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری آرمی کے ریٹائرڈ افسران یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں اسامہ بن لادن کو پالا ہی مشرف نے تھا۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔

میڈم سپیکر! میں اس کا حل یہ پیش کرنا چاہوں گا کہ سابقہ دور میں پالیسی بنانے والوں کا کڑا احتساب کیا جائے کیونکہ وہ ایک آمر کی حکومت تھی،

امریکہ سے تعلقات کا فوری خاتمہ کیا جائے اور طالبان سے مذاکرات کیئے جائیں کیونکہ اگر امریکہ سے ان کی کوئی جنگ نہیں ہے تو ہماری تو کبھی یہ جنگ تھی ہی نہیں کیونکہ ہم کبھی ان کو اپنے بچے کہتے تھے اور کبھی کہتے تھے اگر ہماری کامیابی دیکھنی ہے تو افغانستان میں طالبان کی حکومت کی صورت میں دیکھ لو۔ آخر میں عرض ہے کہ کیونکہ امریکہ ہمارا ایک دیرینہ دوست ہے اس کی شان میں ایک بند پیش کرنا چاہوں گا،

آج تمہاری خوں خواری پر حیرت ہے حیوانوں کو
تم جو کل تہذیب سکھانے نکلے تھے انسانوں کو
کیسا شوق چرایا تم کو شہروں کی بربادی کا
کتوں کا منہ چومنے والے قتل کریں انسانوں کو

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب سلمان خان شنواری صاحب۔

جناب سلمان خان شنواری: محترمہ سپیکر صاحبہ! یہ بڑی inexcusable mistake مجھ سے ہوئی ہے۔ شاید کچھ misunderstanding ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں late ہو گیا۔ آپ اگر مجھے معاف کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! میں نے جب یہ Resolution پیش کی تھی تو اس وقت میں نے یہ سوچا تھا کہ ہم ہر چیز کا فوری طور پر solution دیکھتے ہیں لیکن اس کی causes نہیں دیکھتے کہ اس کے root causes کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے بات کی۔ اس میں war بھی تھی، drone attacks بھی تھے، intelligence agencies کی بھی involvement تھی، لوگ religious extremism کی بھی لوگ باتیں کرتے ہیں لیکن آخر میں لوگ صرف اور صرف religious extremism پر stick ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ آپ اگر پوری دنیا کی تاریخ دیکھیں، ہر religion کو کسی نہ کسی opportunist نے use کیا، اپنے مفاد کے لیے use کیا گیا اور اپنی ideologies کے لیے use کیا گیا۔ Religion کو پاکستان میں بھی اسی طرح use کیا گیا ہے۔ سب سے جب اس چیز کو precedent دیا گیا تھا وہ آپ کے Constitution of Pakistan نے precedence لیا تھا۔ اس بارے میں اگر quote کرنا چاہوں تو اس کا ایک Article 1; “Pakistan

shall be a Federal Republic to be known as the Islamic Republic,” محترمہ ڈپٹی سپیکر صاحبہ! اس sentence کا مطلب ہے کہ پاکستان ایک Federal Republic کے system پر چلے گا لیکن اس کو ہم نام Islamic Republic کا دیں گے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ ہم مولویوں کو خوش کرنے کے لیے اس کا نام Islamic Republic کا نام دیتے ہیں۔ یہ پہلا step تھا religion کو use کرنے کا۔ یہ بھی میں بتاتا چلوں کہ ہمارے قائد اعظم نے جب یہ ملک بنایا تھا تو انہوں نے as a secular state کا vision رکھا تھا اور جب 1956 ہمارا Constitution بنا تھا تو اس میں Islamic Republic اس کا نام رکھا گیا تھا۔ This was just for your information.

پھر religion کو use کرنا شروع ہو گیا لیکن لوگ کیوں religion کے نام پر terrorism کرتے ہیں۔ محترمہ اس کی جو root cause ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک religious war نہیں ہے بلکہ یہ ایک class war ہے، یہ غریبوں اور امیروں کے درمیان جنگ ہے۔ یہ جنگ 10% اور 90% کے درمیان جنگ ہے۔ 1980 سے لے کر 2008 تک جو آپ کی 10% elite class ہے، اس میں 100% کی income کی growth نظر آئی ہے اور آپ کی middle class چھوٹی ہوتی گئی ہے اور وہ lower class میں شامل ہوتی گئی۔ محترمہ ! یہاں پر لوگ education and social deprivation کا شکار ہوتے ہیں۔ اگر آپ statistics کو دیکھیں، یا تو وہ لوگ terrorist بنتے ہیں جن کے پیٹ میں کھانا نہ ہو یا اگر کسی elite or middle class family سے کوئی terrorist بنتا ہے تو وہ بندہ بنتا جس کو society deprive کرے، جس کو ہم reject کرتے ہیں، وہ terrorist بنتا ہے۔ We, as a privileged class, ہماری یہ duty بنتی ہے کہ under-privileged کی ہم رکھوالی کریں۔ ہم ان کی ضروریات کا خیال کریں۔ State کی یہ duty بنتی ہے کہ as a welfare state اگر اسلام کے نام پر ملک بنا بھی ہے تو ہم as a welfare state کام کریں نہ کہ لوگوں کو misuse کریں۔

اگر جغرافیائی طور پر دیکھیں تو terrorism خیبرپختونخوا میں زیادہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادھر باہر سے بھی لوگ آتے ہیں۔ یہ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ

جو لوگ حقیقت میں oppress ہو رہے ہیں وہ ہیں southern Punjab کے لوگ اور یہی لوگ آتے ہیں جس میں پختون بھی involved ہیں اور southern Punjab کے بھی لوگ involved ہیں اور یہ اپنی آواز اٹھانے کے لیے اسلام کا سہارا لیتے ہیں اور terrorism کو use کرتے ہیں۔ آخر میں میں یہ کہنا چاہوں کہ پاکستانی قوم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک intolerant nation ہے۔ محترمہ یہ بات غلط بلکہ یہ ایک frustrated nation ہے۔ ہم سب کے حقوق کے اوپر پاؤں رکھا جاتا ہے اور پھر ہمیں کہتے ہیں کہ آپ زندگی جیئیں۔ ہمیں کھانا نہیں دیا جاتا اور پھر کہتے ہیں کہ زندگی جیئیں۔ کیا یہ انسانیت ہے؟ اگر ہے تو پھر نہ میں انسان ہوں اور نہ میں مسلمان ہوں۔ میں پختون ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر انسان کو equally treat کیا جائے اور ہر انسان کو equally utility services and facilities provide کی جائیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

Mr. Muhammad Taimoor Shah: Madam Speaker, on a point of order, if you allow me.

Madam Deputy Speaker: Yes, please.

جناب محمود تیمور شاہ: میں وضاحت طلب کرنا چاہوں گا میرے بھائی---

Madam Deputy Speaker: No, this is not the point of order. You cannot ask the question on point of order.

جناب محمود تیمور شاہ: میڈم اس میں لکھا ہوا ہے کہ we can ask the question on a point of order. Madam if you read Article 58, it is stated that a clarification can be done on a point of order.

Madam Deputy Speaker: You can clarify the point but you cannot ask for the clarification.

جناب محمود تیمور شاہ :میڈم میں یہ clarify کرنا چاہوں گا، میرے بھائی نے شاید یہ بات کر دی ہے کہ Islamic Republic of Pakistan نام ہونے کی وجہ سے یہ دہشت گردی پاکستان میں آئی۔

Madam Deputy Speaker: No, no, it is not a point of order. Please have a seat.
آپ کی رائے الگ ہو سکتی ہے اور ان کا خیال الگ ہو سکتا and this cannot be the point of order. مجھے پتا ہے کہ بہت سارے لوگ بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں but we have limited time. Now, put the Resolution to the House;

> "This House is of the opinion that in wake of the recent bomb blast in Peshawar, the House would like to bring the attention of the Government to find out the actual causes of terrorism in our country in order to move towards its solutions."

(The motion was carried unanimously.)

Madam Deputy Speaker: I think this House is of the opinion that in wake of the recent bomb blast in Peshawar, the House would like to bring the attention of the Government to find out the actual causes of terrorism in our country in order to move towards its solutions and consequently the Resolution is adopted unanimously.

Leave of Absence

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اب ہمارے پاس کچھ چھٹیوں کی درخواستیں ہیں۔
جناب تبریز صادق مری (YP58-SINDH10) نے درخواست دی ہے وہ اس وقت CSS exams کی تیاریوں میں مصروف ہیں اس لیے انہوں نے 20 فروری 2012 سے لے کر 24 فروری 2012 یعنی حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Madam Deputy Speaker: We have another application from Maheen Hassan (YP28-PUNJAB08).

ان کے بھی CSS exams ہونے والے ہیں، اس لیے انہوں بھی حالیہ مکمل اجلاس یعنی 20 فروری 2012 سے لے کر 24 فروری 2012 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Madam Deputy Speaker: Then we have application from Muhammad Aamir Khan Khichi YP30-PUNJAB10).

ان کے بھی CSS exams ہونے والے ہیں انہوں نے بھی حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: حنین علی قادری (YP49-SINDH01) کی چھٹی کی درخواست ہے اور انہوں نے مورخہ 20 فروری 2012 سے لے کر 21 فروری 2012 تک کی چھٹی کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب عامر عباس (YP08-FATA01) اور آنسہ سحر اقبال (YP44-PUNJAB24) ناسازی طبع کی وجہ سے حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لیے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ایک resolution آئی ہے کہ this House would like to show confidence in Prime Minister elect. اور یہ present کی ہے جناب عبید الرحمٰن صاحب نے۔ عبید صاحب آپ اس پڑھ لیجیئے۔

Resolution

Mr. Ubaid-ur-Rehman: Thank you Madam Speaker. This House would like to show confidence in the Prime Minister.

محترمہ سپیکر صاحبہ یہ ایک آئینی ذمہ داری بنتی ہے۔ اگر اس ایوان کو مناسب طریقے سے چلانا ہے تو جو Prime Minister elect ہوئے ہیں اور unanimously

elect ہوئے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ confidence show کریں۔ اس تمام طریقہ کار کو بنانے کے لیے میں ضروری سمجھتا ہوں اور ایوان کا وقت بچانے کے لیے بھی یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ simple show of hand کے ساتھ ہو تاکہ آنے والی جو Parliamentary proceedings ہیں، ان کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now, I put the Resolution to the House. All those who are in favour of this Resolution and if want to give the vote of confidence to the Prime Minister, may rise in their seats. Please make a count.

(Count was made.)

(The motion was carried unanimously)

Madam Deputy Speaker: It was a unanimous decision and the Prime Minister got the unanimous support from the entire House. Would you like to say anything?

جناب محمد ہاشم (وزیر اعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ میڈم سپیکر۔ آج سب سے پہلے میں اس ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اتنا trust and confidence دیا اور unanimously vote of confidence show کیا۔ جناب سپیکر میں ایوان کے سامنے ایک اور چیز پیش کرنا چاہوں گا کہ میرا جو vision, میری سوچ اور جو میری ideology اور جو میرے norms and standards ہیں ان کی base پر جو best, proper practical approach اپناؤں گا اور میں اس ایوان کے سامنے خود accountable ہوں گا۔ محترمہ سپیکر صاحبہ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر ہم سب لوگ، تمام ہاؤس، سب لوگ بہت ہی talented and learned ہیں۔ ہم ان میں سے ایک ایسی team select کریں گے جو سب کے تحفظات کو دور کرے اور ان کے جو بھی fields and expertise ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے ہم ایک ایسی legislation اس ایوان میں پیش کریں جو ایک role model ہو نہ صرف اس ایوان کے لیے بلکہ اصل پارلیمنٹ کے لیے بھی۔ محترمہ سپیکر صاحبہ ! میں آخر میں ایک اور چیز point out کرنا چاہوں گا کہ میں ایک اپنی team بناؤں گا اور ہم سب اس ایوان کی عظمت کو اور اپنے vision کو آگے لے کر جائیں گے اور ہم

سب accountable ہوں گے۔ ہم میں سے جو بندہ بھی suitable نہ ہوا بشمول خود we will voluntarily surrender اور ہم ایک confidence بحال رکھیں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی فہد صاحب۔

جناب فہد مظہر علی: میڈم سپیکر! آج کے vote of confidence کے لیے میں Green Party کے behalf پر یہ کہنے چاہوں گا کہ دیکھیں حکومت کے بغیر، Cabinet announce کیے بغیر ہم opposition کریں تو کیسے کریں۔ وزیر اعظم کے لیے ایوان سے confidence کا vote لینا بہت ضروری تھا اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ until and unless ہم ان کی performance judge نہ کر لیں کہ یہ کیسے یہاں پر کام کرتے ہیں اس وقت تک ہم کوئی constructive کام نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہم نے ان کا ساتھ دیا۔ میں نے personally یہ چیز دیکھی ہے کہ ان کی اپنی پارٹی میں جس طرح حمایت حاصل تھی اور یہ Prime Minister بنے اس لیے میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ we should show some respect to that mandate اور میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ جتنے strong ہوں گے اتنی ہی strong یہ اپنی کابینہ بھی بنائیں گے اور اسی لحاظ سے ہم بھی اتنی ہی strong opposition بھی کر سکیں گے۔

Madam Deputy Speaker: A very democratic step. Now I read out the prorogation order. In exercise of the power confers upon me, I hereby prorogue the 4th Session of the Youth Parliament Pakistan. After the conclusion of its sitting held on Friday, February 24, 2012.

Sd/-
(Sara Abdul Wadood Khan)
Deputy Speaker,
Youth Parliament Pakistan

[The Session was prorogued sine die.]